

## 70438- حیض کے احکام

سوال

عورت کو حیض آنے کے نتیجہ میں کیا احکام مرتب ہوتے ہیں؟

پسندیدہ جواب

حیض کے احکام بیس سے بھی زیادہ ہیں، ان میں سے اہم احکام یہ ہیں:

اول: نماز:

حائضہ عورت کے لیے نفل یا فرضی نماز کی ادائیگی حرام ہے، اور اگر وہ ادا بھی کرے تو صحیح نہیں ہوگی، اسی طرح نماز اس پر فرض نہیں، لیکن اگر وہ نماز کے وقت میں سے ایک رکعت کی ادائیگی کی مقدار پالے تو اس وقت اس پر نماز فرض ہوگی، چاہے اس نے اول وقت پایا ہو یا آخر وقت۔

اول وقت کی مثال:

ایک عورت کو غروب شمس کے ایک رکعت کی مقدار کے بعد حیض آیا تو اس پر مغرب کی نماز فرض ہوگی، اور بعد میں وہ اس کی قضاۓ کرے گی کیونکہ اس نے نماز کے وقت میں سے حیض آنے سے قبل ایک رکعت کی مقدار پالی تھی۔

آخری وقت کی مثال:

ایک عورت طلوع شمس سے ایک رکعت کی مقدار قبل طہر آیا اور وہ پاک صاف ہو گئی تو اس پر نماز فوجرا واجب ہوگی اور وہ غسل کر کے اس نماز کو ادا کرے گی کیونکہ اس نے فجر کی نماز سے ایک رکعت کا وقت پایا تھا۔

لیکن اگر حائضہ عورت کو اتنا وقت ملے جس میں ایک رکعت کی ادائیگی نہیں ہو سکتی، مثلاً پہلی مثال میں اسے غروب آفتاب کے ایک لمحہ بعد حیض آئے، اور دوسرا مثال میں طلوع شمس سے ایک لمحہ قبل طہر آئے تو اس پر نماز واجب نہیں۔

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی"

متفق علیہ۔

اس حدیث کا مضموم یہ ہے کہ: جس نے ایک رکعت نہ پائی اس نے نماز کو نہیں پایا۔

رہا مثلاً ذکر و اذکار اور تسبیحات اور کھانے وغیرہ کی دعائیں پڑھنا، اور حدیث اور فقہ، اور دعا کرنا اور آمین کرنا، قرآن مجید کی تلاوت سننا، یہ سب کچھ حائضہ عورت کے لیے حرام نہیں۔

صحیحین اور دوسری احادیث کی کتابوں میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں بیک لگ قرآن مجید کیا کرتے تھے، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حالت حیض میں ہوتی تھیں۔

صحیحین میں امام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"نوجوان بالغ اور کنواری اور حیض والی عورت میں بھی نکلیں یعنی نماز عبیدین کے لیے اور انہیں خیر اور مؤمنوں کی دعاء میں شریک ہونا چاہیے، اور وہ نمازوں والی جگہ سے علیحدہ رہیں"

اور حائضہ عورت کا خود قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے متعلق یہ ہے کہ اگر تو صرف آنکھ سے دیکھ کر اور دل کے ساتھ تدبر کرتے ہوئے لیکن زبان سے ادا نیکی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً قرآن مجید کسی رحل پر رکھ کر اسے دیکھ کر اور دل میں پڑھے، تو "شرح المذب" میں امام نووی کہتے ہیں کہ بلا خلاف یہ جائز ہے۔

لیکن اگر زبان سے ادا نیکی کے ساتھ قرأت کرنا جسمور علماء کرام کے ہاں منوع اور ناجائز ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر کہتے ہیں کہ: یہ جائز ہے، اور امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ سے قدیم قول بیان کیا جاتا ہے جو فتح الباری میں بیان ہوا ہے، اور امام بخاری نے ابراہیم النجاشی سے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ: آیت کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "الفتاویٰ" میں کہتے ہیں:

قرآن و سنت میں اسے منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں، اور یہ حدیث:

"حائضہ اور حبیقی قرآن نہ پڑھیں" محدثین کے ہاں بالاتفاق ضعیف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عورتوں کو حیض آیا کرتا تھا، اگر نماز کی طرح قرأت بھی ان کے لیے حرام ہوتی ہو تو اسے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بیان کر دیتے، اور اہمات المؤمنین کو اس کا علم ہوتا، اور لوگوں میں اسے نقل کیا جاتا۔

اس لیے جب کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نبی نقل نہیں کی تو یہ علم ہوتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا اسے حرام کرنا جائز نہیں، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کی کثرت کے باوجود منع نہیں فرمایا تو یہ حرام نہیں۔ انتہی۔

اہل علم کے نزاع کا علم ہو جانے کے بعد یہ کہنا چاہیے کہ:

حائضہ عورت کے لیے اولیٰ اور بہتری ہی ہے کہ وہ قرآن مجید بغیر ضرورت زبان کے ساتھ نہ پڑھے، مثلاً اگر کوئی مدرسہ اور معلمہ ہے اور اسے تعلیم حاصل کرنے والوں کی پڑھانے کی ضرورت ہے، یا امتحانات ہوں اور معلمہ کو امتحان کی بنابر پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو جائز ہے۔

دوسری حکم: روزے:

حائضہ عورت کے لیے نفلی اور فرضی روزہ رکھنا حرام ہے، اور اگر کچھ تو اس کا روزہ صحیح نہیں، لیکن فرضی روزہ کی قضاۓ میں حیض کے بعد روزے رکھنا ہو گئے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"یہ یعنی حیض ہمیں بھی آیا کرتا تھا، تو ہمیں روزوں کی قضاۓ کا حکم دیا جاتا، اور نماز کی قضاۓ کا حکم نہیں دیا جاتا تھا"

متفق علیہ.

اور اگر روزے کی حالت میں حیض آجائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا، چاہے مغرب سے کچھ منٹ قبل ہی آئے، اور اگر یہ روزہ فرضی ہو تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضاۓ ہوگی۔

لیکن اگر مغرب سے قبل حیض آنا محسوس ہو لیکن آئے غروب شمس کے بعد تو اس کا روزہ ممکن ہے، اور صحیح قول کے مطابق اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، کیونکہ پیٹ کے اندر والے خون کا کوئی حکم نہیں، اور اس لیے بھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد کی طرح عورت کے احلام کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس پر بھی غسل ہے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"بھی ہاں، جب وہ عورت پانی دیکھے"

چنانچہ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو منی دیکھنے پر معلم کیا ہے، نہ کہ منتقل ہونے پر، تو حیض بھی اسی طرح ہے، اس کے احکام حیض دیکھنے پر لا گو ہونگے نہ کہ منتقل ہونے پر۔

اور اگر حالت حیض میں طلوع فجر ہو جائے تو اس دن کا روزہ صحیح نہیں ہوگا چاہے، چاہے طلوع فجر کے ایک منٹ بعد ہی طہر آئے۔

اور اگر طلوع فجر سے قبل طہر آجائے اور اس نے روزہ رکھ دیا تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے ابھی اس نے غسل فجر کے بعد ہی کیا ہو، اس جنمی شخص کی طرح جس نے روزے کی نیت جنمی حالت میں ہی کی اور غسل طلوع فجر کے بعد کر دیا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

"بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی بناء پر جنمی حالت میں صحیح کرتے اور پھر رمضان کا روزے رکھتے تھے"

متفق علیہ.

تیسرا حکم:

بیت اللہ کا طواف کرنا:

حیض والی عورت کے لیے بیت اللہ کا نفلی یا فرضی طواف کرنا حرام ہے اور اگر کرے گی تو اس کا یہ طواف صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض آنے کی صورت میں فرمایا تھا:

"جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی وہی عمل کرو، لیکن پاک صاف ہونے سے قبل بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا"

اور اس کے علاوہ باقی اعمال مثلاً صفارہ کی سعی، وقوف عرفات، مزدلفہ اور منی میں رات بسر کرنا، محمرات کو کنگریاں مارنا وغیرہ حج اور عمرہ کے دوسرے اعمال اس پر حرام نہیں ہیں۔

اس بناء پر اگر کسی عورت نے پاکی کی حالت میں طواف کیا اور پھر طواف کے فوراً بعد حیض شروع ہو گیا، یا پھر سعی کے دوران حیض آگیا تو اسیں کوئی حرج نہیں۔

چوتھا حکم:

طواف وداع کا ساقط ہونا:

اگر عورت نے حج اور عمرہ کے سارے اعمال مکمل کر لیے ہوں، اور پھر اپنے ملک جانے سے قبل اسے حیض آجائے اور جانے تک حیض ختم نہ ہو تو وہ طواف وداع کے بغیر سی چلے جائے۔

اس کی دلیل ابن عباس کی درج ذیل حدیث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ:

"ان کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو"

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کر دی

متفق علیہ.

لیکن حج اور عمرہ کا طواف حائضہ عورت سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ طہر آنے کے بعد اسے طواف کرنا ہوگا۔

پانچواں حکم:

مسجد میں ٹھرنا:

حائضہ عورت کے لیے مسجد میں حتیٰ کہ عیدگاہ میں نمازوں کی جگہ پڑھنا حرام ہے، کیونکہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سننا:

"نوجوان اور بالغ اور کنواری اور حیض والی عورت میں بھی عیدگاہ جائیں"

اور اس حدیث میں ہے:

"حائضہ عورت میں نمازوں کی جگہ سے علیحدہ اور دور رہیں"

متفق علیہ.

چھٹا حکم:

جماع:

حائضہ عورت کے خاون پر حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے اور حائضہ عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ خاوند کو ایسا کرنے دے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اُور یہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں، کہ دیجئے یہ گندگی ہے اس لیے حالت حیض میں حور توں سے طیحہ اور دور رہو، اور ان کے پاک صاف ہونے سے قبل ان کے قریب نہ جاؤ۔﴾

الحیض سے مراد وقت کا وقت اور جگہ یعنی شر مگاہ ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو"

صحیح مسلم۔

اور اس لیے بھی کہ حائضہ عورت سے فرج میں جماع کرنے کی حرمت پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔

جس شخص کی شوت زیادہ ہوا س کے لیے بیوی کے ساتھ بوس و کنار اور معانفہ اور مباشرت کرنا جائز ہے، لیکن یہ سب کچھ شر مگاہ سے اوپر والے حصہ میں ہوگا، اور ہمتری ہی ہے کہ وہ گھٹنے سے لیکر ناف تک کوئی کپڑا اور غیرہ باندھ لے تاکہ حرام کام سے اجتناب ہو۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

میں حیض کی حالت میں ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تہ بند باندھنے کا حکم دیتے تو میرے ساتھ آپ مباشرت کرتے۔"

منافق علیہ۔

ساتواں حکم :

طلاق :

خاوند کے لیے بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینی حرام ہے۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اے ایمان والو جب تم اہنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کی ابتداء میں طلاق دو۔﴾

یعنی ایسی حالت میں طلاق دو کہ طلاق کی عدت معلوم ہو سکے، اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب انہیں حمل یا طهر جس میں جماع نہ کیا ہو طلاق دی جائے، کیونکہ جب حالت حیض میں طلاق دی جائیگی تو اس کی عدت کی ابتداء نہیں ہوتی، اس لیے کہ جس حیض میں اسے طلاق ہوتی ہے وہ عدت میں شمار نہیں ہوگا، اور جب طهر میں جماع کے بعد طلاق دی جائے گی تو بھی اس کی معلوم عدت شروع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ علم نہیں کہ آیا اس جماع سے حمل ہوا ہے تاکہ اس کی عدت حمل شمار ہو، یا حمل نہیں ہوا کہ اس کی عدت حیض شمار ہو۔

اس لیے جب عدت کی قسم کا یقین نہیں ہوا تو اس کے لیے واضح ہونے سے قبل طلاق دینی حرام ہے۔

چنانچہ مندرجہ بالا آیت کی بنابر حاصلہ عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، اور اس لیے بھی کہ صحیحین وغیرہ میں حدیث مروی ہے کہ :

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوتے اور فرمائے لگے :

"اس کو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور اسے طہر تک روک کر رکھے، اور پھر حیض آئے پھر پاک صاف ہو، پھر اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اسے جماع سے قبل طلاق دے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہے عورتوں کو اس میں طلاق دی جائے"

اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے گا تو وہ گھنگار ہے، اسے اس عمل سے توبہ کرنی چاہیے، اور وہ اسے اپنی عصمت میں واپس لائے تاکہ اسے شرعاً اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق طلاق دے، اس لیے اس سے رجوع کے بعد اپنے پاس رکھے حتیٰ کہ وہ اس حیض سے پاک ہو جائے جس میں طلاق دی تھی، پھر دوبارہ حیض آئے تو طہر آنے کے بعد چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے جماع کرنے سے قبل طلاق دے، حیض میں دی گئی طلاق شمار ہوگی۔

حیض میں طلاق کی حرمت سے تین قسم کے مسائل مشتمل ہیں :

اول :

اگر طلاق بیوی سے خلوت سے قبل اور اس سے جماع کرنے سے قبل دی جائے تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس پر اس حالت میں عدت نہیں ہے، تو اس طرح اسے طلاق دینا اللہ تعالیٰ کے فرمان :

**[تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو۔]**

کے مخالف نہیں۔

دوم :

اگر حمل کی حالت میں حیض ہو۔

سوم :

اگر طلاق عوض ہو، تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور حالت حیض میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اصل میں حلت ہے، اور اس کی مانعات کی کوئی دلیل نہیں، لیکن حالت حیض میں عورت کی رخصتی کے متعلق یہ دیکھا جائیگا کہ اگر تو مرد کے متعلق یہ علم ہو کہ وہ اس سے جماع نہیں کرے گا تو اس کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وہ صبر نہیں کر سکتا تو اس کی رخصتی طہر کے بعد کرنی چاہیے تاکہ کہیں ممنوع اور حرام کا ارتکاب نہ ہو۔

آٹھواں حکم :

طلاق کی معتبر عدت یعنی حیض میں

اگر مرد اپنی بیوی کو جماع یا خلوت کے بعد طلاق دے تو اگر اسے حیض آتا ہو اور حاملہ نہ ہو تو عورت کے لیے مکمل تین حیض عدت گزارنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور طلاق والی عورت میں تین حیض انتظار کریں}.

یعنی تین حیض.

اور اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے، چاہے حمل کی عدت زیادہ ہو یا کم، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں}.

اور اگر عورت کو بڑھا پے یار حرم کے آپریشن کی بنا پر حیض نہ آتا ہو یا بھروسہ عورت جسے حیض آنے کی امید ہی نہ رہی ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور تمہاری وہ عورت میں جو حیض سے ناممید ہو چکی ہوں، اگر تم شبے میں پڑ جاؤ، اور وہ جنہیں حیض نہیں آیا ان کی عدت تین ماہ ہے}.

اور اگر وہ عورت میں حیض والیاں توہین لیکن کسی معلوم سبب مثلاً بیماری، یا رضاخت وغیرہ کی بنا پر ان کا حیض بند ہے تو وہ عدت میں ہی رہے گی حتیٰ کہ حیض آجائے، چاہے یہ مدّت کتنی بھی کیوں نہ ہو جائے، اور اگر سبب ختم ہو جائے اور پھر بھی حیض نہ آئے مثلاً وہ بیماری سے شفایا بہ ہو جائے یا پھر رضاخت ختم ہو جائے لیکن حیض نہ آئے تو وہ سبب ختم ہونے کے بعد ایک برس عدت گزارے گی، صحیح یہی قول یہی ہے جو شرعی قواعد و اصول پر منطبق ہوتا ہے.

کیونکہ جب سبب زائل ہو جائے اور حیض نہ آئے تو وہ اس کی طرح ہو گی جس کا حیض کسی غیر معلوم سبب کی بنا پر رک گیا ہو، اور جب کسی غیر معلوم سبب کی بنا پر حیض رک جائے تو وہ عورت ایک سال عدت گزارے گی نوماہ تو حمل اور تین ماہ عدت کے.

لیکن اگر طلاق عقد نکاح اور دخول اور خلوت سے قبل ہوئی ہو تو پھر مطلقاً عدت نہیں ہے، نہ تو حیض کی اور نہ ہی کوئی اور کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اے ایمان والو جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہجھونے سے قبل ہی طلاق دے دو تو پھر تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جو شمار کرو}.

نواں حکم :

برات رحم :

یعنی رحم سے خالی اور بربی ہونا، یہ اس وقت ہو گا جب بھی برات رحم کی ضرورت پیش آئے، اس کے کوئی ایک مسئلہ ہیں :

جب کوئی شخص فوت ہو اور اپنے پیچھے ایسی عورت چھوڑے جس کا حمل اس کا اوارث ہو (یعنی موت کے وقت حمل واضح نہ تھا اور عدت گزرنے تک واضح نہ ہوا اور نہ ہی حیض آیا) اور وہ عورت خاوند والی ہو (یعنی اس نے خاوند فوت ہونے کے بعد اور شادی کر لی) تو اس کے خاوند اس عورت سے اس وقت تک تعلقات قائم کرنے اور ہم بستری کرنی جائز نہیں حتیٰ کہ

حیض نہ آجائے، یا پھر حمل واضح نہ ہو جائے، اگر تو اس کا حمل واضح ہو جائے تو ہم اس کے وارث ہونے کا حکم لائیں گے، کہ جس کا وارث بنایا جائے اس کی موت کے وقت یہ حمل موجود تھا، اور اگر حیض آجائے تو ہم اس کے وارث نہ بننے کا حکم لائیں گے، کہ حیض کی بنایا پر برات رحم ہوا ہے۔

دسویں حکم:

غسل واجب ہونا:

حائضہ عورت جب حیض سے پاک صاف ہو ہو اور اسے طہر آجائے تو اسے سارے بدن کی طہارت کے لیے غسل کرنا فرض ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی جبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا تھا:

"لہذا جب تمہیں حیض آئے تو نماز ترک کر دو، اور جب حیض ختم ہو جائے تو پھر غسل کر کے نماز ادا کرو"

صحیح بخاری.

غسل میں کم از کم واجب یہ ہے کہ سارے جسم پر پانی بھایا جائے حتیٰ کہ بالوں کے نیچے تک پہنچے، اور افضل یہ ہے کہ غسل حدیث میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق کیا جائے۔

اسماء بنت شکل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے غسل کے متعلق دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی ایک عورت اپنی بیری اور پانی لیکر اچھی طرح وضوء کرے اور پھر اپنے سر پر پانی بھائے اور اچھی طرح ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے اور پانی بھائے، اور پھر خوبیوں لفڑی ہوئی رونی یا کپڑا لیکر اس سے پاکی اور طہارت حاصل کرے۔

اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: اس سے کیسے طہارت حاصل کرے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ!

تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسماء کو کہا: تم خون والی جگہ پر رکھو"

صحیح مسلم.

حائضہ عورت کے لیے اپنے بالوں کی مددیاں کھولنا ضروری نہیں، لیکن اگر پوری قوت سے بنائی گئی ہوں اور خدشہ ہو کہ پانی جڑوں تک نہیں پہنچے گا تو پھر کھول لے۔

صحیح مسلم میں امام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"میرے سال کے بال بہت زیادہ شدید ہیں کیا میں غسل جنابت کے لیے بال کھولا کروں؟"

اور ایک روایت میں ہے کہ:

کیا حیض اور غسل جنابت کے لیے کھولا کروں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں، بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلوپانی ڈال لو اور پھر سارے بدن پر پانی بھاؤ تو اس طرح تم پاک ہو جاؤ گی"

اور جب عورت نماز کے وقت کے دوران پاک ہو جائے اور اسے طہر آئے تو اسے غسل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ نماز بروقت ادا کر سکے، اور اگر وہ سفر میں ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو، یا پانی تو ہو لیکن اس کے استعمال سے نقصان کا اندریشہ ہو، یا وہ مریض ہو اور پانی نقصان دیتا ہو تو وہ غسل کے بعد تیسم کر کے نماز ادا کر لے، اور جب مانع زائل ہو تو غسل کرے۔

کیونکہ بعض عورتیں نماز کے وقت کے دوران ہی پاک ہو جاتی ہیں، اور انہیں طہر آ جاتا ہے لیکن وہ غسل کرنے میں دیر کرتی ہیں حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور وہ کہتی ہے کہ اتنے وقت میں اچھی طرح اور مکمل صفائی اور طہارت نہیں ہو سکتی۔

لیکن اس کی یہ بات جھٹ نہیں، اور نہ ہی عذر شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس کے ممکن ہے کہ وہ غسل میں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف واجب پر عمل کرے، اور نماز بروقت ادا کر لے، پھر اگر اسے زیادہ وقت ملے تو اچھی طرح طہارت اور غسل کرتی پھر سے "انتہی"۔

عورت کو حیض آنے کی صورت میں مرتب ہونے والے یہ چند ایک اہم احکام تھے جو ہم نے مندرجہ بالا سطور میں بیان کیے ہیں۔

ماخوذہ از: رسالتی الداء الطبيعیہ للنساء. تالیف شیخ ابن عثیمین

واللہ اعلم.